حالات اور تعلیمات

قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد۔ ۲۸

صاحبزادہ جانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محمد عبداللہ اسد بی.ٹیک.(کمپیوٹر سائنس)

مکان نمبر:19-1-436/A/88 عثمان باغ

بہادر پورہ حیدرآباد-500064

حالات اور تعلیمات

قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد۔ ۲۸

صاجبزادہ جانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محمد عبداللہ اسد بی ٹیک۔ (کمپیوٹر سائنس)

مکان نمبر: 19-1-436/A/88 عثمان باغ

بہادر پورہ حیدرآباد-500064

تفصیلات کتاب

نام کتاب	حالات اور تعلیمات - حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
مؤلف	حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم
صفحات	٣٦
تعداد اشاعت	ایک ہزار
سنہ اشاعت	سنہ ٢٠٠٥ء م سنہ ١٤٢٦ھ
کتابت و سرورق	شکیل کمپوزنگ سنٹر روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-٣٦ فون: 9391110835, 24513095
طباعت	عائش آفسیٹ پرنٹرس روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-٣٦ فون: 9391110835, 24513095
قیمت	-/10 روپے

بہ اہتمام

محمد عبداللہ اسد بی ٹیک. (کمپیوٹر سائنس)

مکان نمبر: 19-1-436/A/88 عثمان باغ

بہادر پورہ حیدرآباد 500064

انتساب

میرے ابا جان کے نام......

......جنھوں نے اِتَّقُواللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کا حکم سنایا.

......جنھوں نے افراط وتفریط سے بچنے کی تاکید کی.

......صحیح معنوں میں جن کو ذریعہ بنا کر قادریت کا صحیح فیض اٹھانے کی اللہ نے توفیق بخشی.

......جنھوں نے ظاہر وباطن دونوں کو جمع کرنے کی تلقین کی.

خادم الاولیاء

شاہ محمد کمال الرحمٰن

فہرست مضامین

انتساب	۳
فہرست مضامین	۴
پیش لفظ	۵
وطن	۹
علم کیلئے سفر اور چوروں کی توبہ	۱۰
آپ کے اساتذہ	۱۱
آپ کا حلیہ	۱۲
آپ کی ازواج واولاد	۱۳
آپ کا لباس اور غذا	۱۳
عبادات ومعاملات	۱۴
حضرت محبوبِ سبحانیؒ کے سلسلے	۱۵
ملکیت وامانت کا شاندار سبق	۱۵
صبر آزما مرحلہ	۱۸
خرق عادات وکرامات	۲۰
قال وحال	۲۵
تعلیمات سید الاولیاء	۲۷
حضرتؒ کے چند ملفوظات ومکتوبات	۲۸
آخری لمحات	۳۵

پیش لفظ

حضورِ اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن مقاصد کے ساتھ سارے عالم کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان مقاصد کی بتمام وکمال تکمیل فرما کر عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف چلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرائض منصبی کے ادا کرنے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی ذمہ داری خلفاء راشدین کے کاندھوں پر ڈالی گئی، ان تمام حضرات نے بلاشبہ مکمل نیابت اور رشد وہدایت کا مقدور بھر حق ادا کیا۔ جو جو ذمہ داریاں تھیں وہ کام محض حکومت کا نظم ونسق چلانا نہیں تھا بلکہ اللہ کے پورے دین کو بنوعی طور پر قائم کرنا تھا اس لئے جو ذات قیادت فرماتی اس کی ذات مرکزی قیادت کی جامع ہوتی تھی۔ بہ یک وقت مذہبی واخلاقی ہوتی تھی اور سیاسی حیثیت سے بھی اسی ذات کی قیادت مسلمہ بلکہ بہترین رول ادا کرنے والی ہوتی تھی۔

دورِ خلافت کے بعد جب ملوکیت وبادشاہت سامنے آئی، صورتحال نے نیا رُخ اختیار کیا اور حالات مختلف قسم کے وقوع پذیر ہونے لگے، اسی عجیب صورتحال نے قیادت کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ اس ملوکیت کے دور میں عام معاملات شریعت کے مطابق ہی انجام پاتے۔

اُمّت نے سیاسی قیادت اس حد تک قبول کرلی کہ ان کے تحت مملکت کا انتظام چلتا رہے تاکہ سرحدوں کی حفاظت، دشمنوں سے جہاد ہوسکے، جمعہ اور

جماعات اور عدالتوں کے ذریعہ قوانین کا اجراء برقرار رہے اور عام سیاسی معاملات کو سیاسی طور پر نمٹا جا سکے۔

دوسرا حصہ دینی قیادت کا تھا جسے صحابہ، تابعین، فقہاء و محدثین اور کاملین نے بڑھ کر سنبھال لیا۔ یہ لوگ اپنی انفرادی حیثیت میں الگ الگ اپنی اپنی سکت ،اور وسعت کے مطابق کام کر رہے تھے کوئی ایک امامت و قیادت نہ تھی یہ لوگ اپنی اپنی انفرادی حیثیت سے الگ الگ کام کر رہے تھے مگر ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب تھا۔ جس طرح تفسیر کے لئے مفسرین، حدیث کی اشاعت کے لئے محدثین اور فقہ کے لئے فقہاء امت کی نمایاں خدمات رہیں، اسی طرح علم قرب اور تصوف و احسان کی تعلیمات اور جلاء روحانی کے لئے صوفیاء کرام کی ناقابل فراموش خدمات ہیں۔ مگر اس بات کو اچھی طرح یاد رکھئے۔

نہ تصوف کا لفظ مطلوب، نہ صوفی کا لقب مقصود، قرآن میں اس مفہوم کی ادائی اور مصداقات کے اظہار کے لئے مقربین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا تصوف کی حقیقت کا نام عرف شرع میں احسان ہے، تصوف کی جتنی تعلیمات ہیں ان سب کی بنیاد کتاب وسنّت پر ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں دین کی اصل روح احکام الٰہی کی اخلاص و محبت کے ساتھ پیروی ہے اگر اس کا انکار کر دیا تو پھر دین کہاں رہا۔ لیکن اگر اس کو مانتے ہو تو اسی کو ہم تصوف کہتے ہیں۔ (کشف المحجوب)

بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ نے اس باب میں جو اہم تعلیمات دی ہیں ان میں ایک بات بہت زیادہ محسوس کی جانی چاہئے وہ یہ کہ سلوک کے معنی چلنے کے ہیں آدمی خالی بیٹھا رہے، ایک مقام پر کھڑا رہے تو یہ راستہ طے کرنے والی

بات نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی منزل کھوٹی کر لینے والی بات ہوگی اس لئے یہ باتوں کی دنیانہیں بلکہ کام کا میدان ہے۔

قال را بگذار مرد حال شو

پیش مرد کا ملے پامال شو

اور ایک اہم بات اصولی طور پر جس کا خیال نہ کیا گیا تو سوائے گمراہی کے کچھ نہیں، وہ یہ کہ اولیاء نے منزل رسی کے لئے جو وسائل اختیار فرمائے رفتہ رفتہ ان وسائل و ذرائع کو نصب العین کا درجہ دیا جانے لگا جو یقیناً غلط ہے طریقت و معرفت کو چند رسوم کا مجموعہ سمجھا جانے لگا جو بلاشبہ باطل ہے اسی لئے جب کبھی لوگ افراط وتفریط کا شکار ہوئے تو افراط وتفریط سے ہٹانے اور بدعات کو مٹانے، اصل حقیقت کو سمجھانے، دین ونعمت کی نعمت سے آشنا کرنے روحانی خانوادے احیاء سنت ومعرفت کیلئے ہمہ تن مشغول ہو گئے تا کہ صحیح رہنمائی ہو سکے۔

انہی روحانی پیشواؤں اور عالمی رہنماؤں میں ایک قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں جن کے ذریعہ پروردگار عالم نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی ہدایت کی شکلیں پیدا کیں انہی کی کچھ سوانحی تفصیلات، ایمانی تعلیمات، عرفانی تحقیقات کا اگلے صفحات میں مطالعہ فرمائیں۔

حیرت ہے کہ جس ذات نے زیادہ سے زیادہ شریعت پر قائم رہنے اور علوم معرفت کی تفصیلات پیش کرنے کی سعی بلیغ فرمائی آج انہی سے نسبت وتعلق کے ظاہر کرنے والوں میں دین سے دوری پائی جاتی ہے۔ حضرتؒ اور حضرتؒ جیسے اولیاء کرام سے محبت وعقیدت وعظمت بجا لیکن عقائد واعمال کی خرابیوں کو کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے، اس لئے خیال ہوا کہ خود انہی اولیاء کے احوال اور

زندگی کی تفصیلات پیش کی جائیں تو شاید لوگ افراط وتفریط سے بچ سکیں گے انہی چند فکری تفصیلات کے پیش نظر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی سیرت اور سیرت الاولیاء کے عنوان سے احقر کو بہت سے مقامات پر تقاریر وخطابات وخطبات کا موقع ملا ہے۔

بالخصوص ہرارا فنکشن ہال محبوب نگر، مسجد عثمان بن عفان شاہ صاحب گٹہ محبوب نگر، جامع مسجد مکتھل ضلع محبوب نگر، جامع مسجد مغل گدہ تعلقہ شادنگر، مدرسہ سبیل الہدیٰ شادنگر، مسجد نورانی فنکشن ہال جڑچرلہ، لنک فنکشن ہال محبوب نگر، کندورواڑاکل کی مساجد اور مسجد نوری گدوال اور جامع مسجد کرنول اور دیگر کئی مساجد ومقامات پر ان تفصیلات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ انہی کا خلاصہ اگلے صفحات میں پیش ہے بس اللہ سے دعا ہے

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرہ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولیٰ مجھے صاحب جنوں کر

محمد کمال الرحمٰن
صاحبزادہ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ

وطن

سفینۂ الاولیاء کی عبارت کے مطابق یہ قصبہ جیلان طبرستان کے ماوراء ہے اور دوسری تحقیق کے مطابق ایران کے ایک صوبہ کا نام گیلان تھا آپ کی پیدائش ۴۷۰ھ میں ہوئی۔

آپ حسنی اور حسینی سید ہیں، آپ نجیب الطرفین ہیں، آپ کا نام عبدالقادر، لقب محی الدین، کنیت ابو محمد اور عرفیت غوث اعظم تھی۔

سلسلہ نسب: والد کی طرف سے آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے، عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست ابن سید ابی عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید الجون سید عبداللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سیدنا حسن بن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بچپن اور آثار ولایت (۱) آپ کی امّی جان فرماتی ہیں کہ جب میرے ہاں عبدالقادر پیدا ہوئے تو رمضان شروع تھا اس مبارک مہینے میں دن کے وقت کبھی میری چھاتی سے دودھ نہیں پیتے تھے۔

(۲) دوسرے سال ابر کے باعث ہلالی رمضان میں لوگوں کو شبہ پڑ گیا بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو رویت ہلال کی کچھ خبر ہے یا نہیں آپ نے کہا تحقیق نہیں البتہ عبدالقادر نے دن کو دودھ نہیں پیا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے، بعد میں معتبر شہادتوں سے اس ہلال رمضان کی تصدیق ہوگئی۔

(۳) آپ بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب کرتے تھے۔فرماتے ہیں کہ جب ارادہ کرتا غیب سے آواز آتی اِلَیَّ یا مبارک اے اللہ کے برکت دیئے ہوئے میری طرف! آس آواز سے گھبرا کر میں والدہ کی گود میں چلا جاتا۔

(۴) جب میں مکتب کو جاتا راستہ میں مجھے نورانی مخلوق دکھائی دیتی اور جب میں مدرسہ میں پہونچ جاتا تو انھیں بار ہا یہ کہتے ہوئے سنتا ''اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو''۔

علم کیلئے سفر اور چوروں کی توبہ

زندگی کے دس بارہ برس تو خود اپنے مقام پر پڑھنے جایا کرتے جب علم وعمل اور محبت الٰہی کا شوق سینہ میں پیدا ہوا تو امّی جان کی خدمت میں حاضر ہوکر بغداد جاکر شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت چاہی والدہ نے بصد شوق اجازت دیدی۔ چالیس دینار دیئے اور گدڑی میں بغل کے نیچے سی دیئے اور دعا دیتے ہوئے کہا اے عبدالقادر میں تمھیں نصیحت کرتی ہوں کہ ہمیشہ سچ بولنا جھوٹ نہ بولنا اس عہد کی پاسداری کا اظہار کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ حضرت فرماتے ہیں جب قافلہ مقام ہمدان سے آگے بڑھا تو اچانک ڈاکو ہم پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے قافلہ کا سارا مال واسباب لوٹ لیا مگر مجھے کچھ نہ کیا تھوڑی دیر بعد ایک ڈاکو میرے پاس آیا اور پوچھا تیرے پاس کیا ہے میں نے سچ سچ بتادیا مگر وہ اسے تمسخر سمجھ کر چلا گیا ان دونوں سے جاکر یہ ماجرا اپنے سردار سے بیان کیا سردار نے بلوا بھیجا اور مجھے سردار کے پاس لے گئے سردار نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا تیرے پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس دینار ہیں اس نے پوچھا کہاں ہیں میں نے کہا بغل کے نیچے گدڑی میں سلی ہیں اس نے ادھیڑ کر دیکھا تو چالیس دینار برآمد ہوئے۔ سردار نے حیران ہوکر پوچھا لڑکے تم جانتے

ہو ہم ڈاکو ہیں اور مال لوٹ لیتے ہیں پھر تم نے ہمارے خوف سے چھپا کر کیوں نہیں رکھا میں نے کہا آتے وقت والدہ نے سچ بولنے کی وصیت فرمائی۔ یہ سن کر سردار اس قدر متاثر ہوا آنکھوں میں آنسو آ گئے حسرت بھی آہ کھینچی اور کہا افسوس! تم نے اپنی ماں کا عہد نہیں توڑا اور میں اتنی مدت سے اللہ کا عہد توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر توبہ کی اس کے ساتھیوں نے یہ کیفیت دیکھ کر اس سے کہا رہزنی میں تم ہمارے سردار تھے اب توبہ میں بھی تم ہمارے پیشرو ہو یہ کہکر سارے ڈاکوؤں نے میرے سامنے توبہ کی اور قافلہ کا سارا مال انھیں واپس کر دیا سینکڑوں میل سفر طے کر کے ۴۸۸ھ میں آپ بغداد پہونچے۔ حفظ کر چکے تھے علم شریعت سے آگہی اور رموز معرفت سے آگہی کے لئے علماء وفقہاء سے استفادہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔

آپ کے فقہی اساتذہ: ابوالخطاب محفوظ الحنبلیؒ، ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلیؒ، محمد بن حسین بن فراء حنبلیؒ، ابوسعید مبارک بن علی مخزومیؒ وغیرہ۔

اساتذہ حدیث: محمد بن حسن الباقلانیؒ، ابوسیعد محمد بن عبدالکریم، ابوالغنائم محمد بن علی بن میمونؒ ابوبکر احمد بن المظفرؒ، ابوطاہر عبدالرحمٰن وغیرہ۔

آپ نے حضرت زکریا یحییٰ تبریزیؒ سے علم ادب حاصل فرمایا۔ رہنمائے خاص حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباسؒ بغداد کے مشائخ کبار میں سے تھے انگور وخرما کا شیرہ فروخت کیا کرتے تھے اس لئے انھیں دباس کہتے تھے، یوں تو اور کئی مشائخ سے فیض حاصل فرمایا لیکن زیادہ تر حضرت حمادؒ سے استفادہ کیا۔

آپ کی علمی عظمت جب آپ مسند درس وتدریس میں مشغول تھے اور منصب افتاء پر بھی فائز تھے، اطراف عالم سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے تھے۔ آپ عموماً حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا کرتے۔

بڑی ریاضتیں کیں، مشقت اٹھائیں، فقر و فاقہ کی مشکلات برداشت کیں اور عراق کے بیانوں میں صحرا نوردی کی اور خصوصاً شیخ ابوسعید مبارک مخزومیؒ سے بیعت کی اور ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

آپ نے ظاہری علوم میں بھی کمال حاصل فرمایا اور باطنی علوم میں بھی کمال حاصل فرمایا اور گوہر مقصود ہاتھ آیا۔

آپ کے احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے یا سوال کرتے ہوئے شیخ ابو یوسف زکریا عسقلانی حنبلیؒ نے شیخ محمد بن علی بن ادریس یعقوبیؒ سے شیخ جیلانیؒ کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت بڑے عارف زاہد، عابد، ذاکر، متقی پرہیز گار تھے۔ حضرت جلال الدین بخاریؒ نے فرمایا شریعت پر عمل آپ کی زندگی کا لازمی جزء تھا۔ خلوت جلوت یکساں تھی شریعت کے بہت پابند تھے۔

آپ کا حُلیہ مبارک: آپ دبلے پتلے، میانہ قد، کشادہ سینہ، لمبی چوڑی گھنی داڑھی، گندمی رنگ، ملے ہوئے ابرو، خاموش طبیعت، بلند آواز جو دلوں میں رعب و ہیبت پیدا کرتی بطور کرامت آپ کی آواز سارے مجمع کو قریب و دور سے یکساں سنائی دیتی۔ بھنویں باریک اور ملی ہوئی، چہرہ نورانی پُرشکوہ، بڑے بارعب، ہنس مکھ چہرہ، بڑے شرمیلے اور حیادار، وسیع الاخلاق، نرم طبعیت، پاکیزہ اوصاف، مہربان و شفیق جلیس کی عزت کرتے، مظلوم کی فوراً مدد فرماتے۔ پندرہ سترہ برس اپنے وطن میں گزارے، نو سال بغداد میں رہ کر علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کی، ۳۳ سال درس و تدریس اور افتاء کے کام میں مشغول رہے اور ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں میں مجاہدات کے ذریعہ منازل سلوک طے کرتے رہے۔ پھر ۴۰ سال تک صلاح خلق، ارشاد و ہدایت میں مصروف ہے۔ آپ کی چار شادیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ بڑے بیٹے کا نام عبدالوہاب تھا آپ کے ایک

صاحبزادے کا نام عبدالرزاق تھا یہ سب درس وتدریس اور افتاء اور مباحثہ کے ماہرین تھے، ازواج بھی روحانیت سے فیضیاب تھیں۔

حضرتؒ کی اولاد : (۱) حضرت شیخ عبدالرزاقؒ (۲) عبدالجبارؒ (۳) عبدالوھابؒ (۴) عبدالغفارؒ (۵) عبدالغنیؒ (۶) صالحؒ (۷) محمدؒ (۸) شمس الدینؒ (۹) یحییٰؒ (۱۰) فاطمہؒ۔ آپ کی اور بہت سی اولاد ہیں لیکن ہمیں ان چند ناموں ہی کا علم ہوسکا۔

آپ کے خلفاء : معلوم نہیں کتنے انسان آپ کے علوم سے استفادہ کرتے رہے۔ سینکڑوں علم وفضل کے حاملین کی لمبی چوڑی فہرست تیار ہوسکتی ہے جن کو ذریعہ بنا کر قادریت کا فیضان دنیا کے گوشہ گوشہ میں عام ہو۔

لباس : آپ کا لباس بہت عمدہ ہوتا تھا ہر صبح نیا لباس پہنتے اور اتارا ہوا لباس غریب محتاج، مسکین ضرورت مندوں کو خیرات کے طور پر دیتے تھے، آپ کو صفائی ستھرائی کا بڑا خیال رہتا تھا، ہمیشہ پاکیزگی پر زور دیتے گندگی سے سخت نفرت تھی۔ خوشبو کا استعمال خوب فرماتے، ہر جمعہ کو جوتا تبدیل کر دیتے اور اتارا ہوا جوتا مستحق کو دیدیا کرتے۔

غذا : سادہ غذا استعمال فرماتے، چار پانچ چپاتیا مغرب بعد پیش کی جاتیں۔ اول روٹیوں کو توڑ کر ٹکڑے کر لیتے اور جو غرباء موجود ہوتے ان میں تقسیم کر دیا کرتے تھوڑی سی اپنے لئے رکھ لیتے، گوشت، گھی اور دودھ کا استعمال فرماتے لیکن کم استعمال کرتے اکثر اوقات دن میں صرف ایک ہی مرتبہ کھانا کھاتے، چونکہ حرام غذا دل میں سختی پیدا کرتی ہے اور حرام خور پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے اس لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اولیاء کرام نے ہمیشہ اکلِ حلال صدق مقال کو اپنا سادہ اور اہم اصول بنالیا تھا۔ اسی طرح حضرت پیرانِ

پیرؒ کے پاس بھی حلال غذا کا خاص خیال رکھا جاتا۔ بغداد کے قریب ایک گاؤں میں خاص طور پر اراضی میں غلہ بونے سے لے کر فصل کاٹنے تک سخت خیال رکھا جاتا کہ کہیں کوئی چیز مشکوک نہ ہو جائے، غلہ بھی خاص جگہ رکھا جاتا، ایک خاص آدمی اس کو باوضو پیستا اس طرح بہت احتیاط کے ساتھ وہ چیز آپ تک لائی جاتی۔

عبادات: انتہائی مجاہدانہ زندگی تھی، نفس کشی آپ کا شیوہ تھا۔ شب بیداری آپ کی عادت تھی، ہر رات دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے، نوافل میں سورہ رحمٰن، سورہ مزمل اور سورہ اخلاص کی تکرار بھی فرماتے کئی کئی دنوں تک روزہ رکھتے اور درختوں کی پتیوں، جنگلی پھلوں یا معمولی ترکاریوں سے افطار کرتے۔ ہمیشہ باوضو رہتے ساری رات عبادت اور تلاوت و یادالٰہی میں مشغول رہتے۔

معاملات: فجر کے بعد طلبہ، علماء، صوفیاء، خدام کو شریعت کی تعلیم دیتے، مختلف دینی کتابیں پڑھاتے اصلاح خلق میں لگے رہتے، خاموشی کو زیادہ پسند فرماتے، اپنے مدرسہ سے صرف جمعہ کو باہر نکلتے، حق بات کہنے سے دریغ نہ کرتے، منبر پر صاف صاف کہدیا کرتے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر خلیفۂ وقت سے علی الاعلان کہہ دیا کہ تم نے ایک ظالم شخص کو قاضی مقرر کیا ہے، خدا کو کیا جواب دو گے خلیفہ یہ سن کر رونے لگا، اور اسی وقت قاضی کو الگ کر دیا۔

معمولات: ہمیشہ باوضو رہتے، بعد وضو تحیۃ الوضوء پڑھتے، آیات کا حق ادا کرتے، شب بیدار، عبادت گذار، تلاوت کلام پروردگار، ذکر و اذکار میں رہتے ،خلوت کے یہ مشاغل میں خلل اندازی کی خلیفہ وقت کو بھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

حضرت محبوب سبحانیؒ کے روحانی سلسلے

اس دور میں بغداد کے مشہور عارف ابوالخیر حماد بن مسلم دباسؒ نے آپ کو علوم طریقت کی جانب رغبت دلائی مگر خلافت ابوسعید مبارک مخزومیؒ سے عطاء ہوئی۔

شجرۂ طریقت: حضرت عبدالقادرؒ ابوسعید مبارک مخزومیؒ از ابوالحسن علی بن یوسف النکاریؒ ، از ابوالفرح طرطوسیؒ ، از ابوالفضل عبدالواحدؒ از ابوبکر شبلیؒ ، از جنید بغدادیؒ ، از سری سقطیؒ ، از معروف کرخیؒ ، از داؤد طائیؒ ، از حبیب عجمیؒ ، از حسن بصریؒ ، از علیؓ از حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک اور سلسلہ وطریق: اوپر بیان کردہ شجرہ کے تسلسل کے ساتھ حضرت معروف کرخیؒ کے بعد یوں ہے۔ معروف کرخیؒ ، از علی بن موسیٰ رضاؒ ، از موسیٰ کاظمؒ ، از جعفر صادق ، از محمد باقر ، از زین العابدینؒ ، از امام حسینؓ ، از حضرت علیؓ ، از حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرتؒ کا ایک اور سندی سلسلہ: حضرت عبدالقادرؒ ، از ابوصالح جنگی دوستؒ ، از ولی عبداللہ دوستیؒ ، از یحییٰ دوستیؒ ، از داؤد سیف اللہ دوسیؒ ، از حسن مثنیؒ ، از امام حسنؓ ، از حضرت علیؓ ، از حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

ملکیت اور امانت کا شاندار سبق

آپ کے والد ایک متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے ان کا نام ابوصالح جنگی دوست تھا، نوجوانی ہی میں زہد وتقویٰ سے آراستہ اور عشق الٰہی اور محبت رسول

اللہ ﷺ سے سرشار تھے، ایک دن شدید بھوک کی حالت تھی دریا میں ایک سیب بہتا ہوا نظر آیا مجبوری میں کھالیا مگر کھانے کے بعد خوف الٰہی کے باعث دل میں خیال آیا یہ سیب نہ جانے کس کی ملکیت تھا اور مالک کی اجازت کے بغیر اسے کھانے کا کوئی حق نہ تھا اگر اس کے سبب اللہ تعالیٰ اگر ناراض ہوگیا تو ساری عبادت وریاضت خاک میں مل جائے گی۔ اس خیال سے انھوں نے فیصلہ کیا کہ سیب کے مالک سے معافی مانگی جائے چنانچہ وہ دریا کے کنارے کنارے چلے اور کافی مسافت طے کرنے کے بعد ایک جگہ انھوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے سیب کا ایک باغ ہے جس کے درختوں پر پھل لگے ہوئے ہیں اور ان کے بوجھ سے درختوں کی شاخیں پانی پر لٹک رہی ہیں حضرت ابوصالح سمجھ گئے ہو نہ ہو اسی باغ کا سیب انھوں نے کھایا ہے۔ باغ کے اندر داخل ہوئے مالک کا نام اور پتہ پوچھا پتہ چلا کہ باغ اور مکان سید عبداللہ صومعیؒ کی ملکیت ہے آپ ان کے پاس حاضر ہوئے سارا واقعہ دہرایا طالب معافی ہوئے۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ خود بھی بزرگ آدمی تھے سمجھ گئے کہ یہ ہستی کوئی معمولی شخصیت نہیں جس کے دل میں عشق الٰہی موجزن ہے وہ اس نوجوان کی پاکبازی و دیانت داری امانت داری، خوف آخرت، احتسابِ نفس دیکھ کر حیران ہو گئے اور مزید تبادلہ خیال اور سوالات کرنے کے بعد فرمایا نوجوان! تم نے میرے باغ کا سیب میری اجازت کے بغیر کھایا ہے اس لئے تمہاری معافی کے لئے میری ایک شرط پر عمل کرنا پڑے گا ورنہ یاد رکھو حقوق العباد کی ادائی کے بغیر آخرت کے مواخذہ سے نہیں بچ سکتے۔ حضرت ابوصالحؒ پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ جلد از جلد یہ داغ ان کے دامن سے دور ہو جائے چونکہ رضاء الٰہی پیش نظر تھی اور اسی خطاء کی معافی کی شکل کے لئے انھوں نے اس قدر تکلیفیں اٹھائیں مگر اللہ کو ان کی یہ ادا اتنی

پسند آئی کہ اس واقعہ کو اہل ایمان کے لئے ایک نمونہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ یہ واقعہ پیش آئے سینکڑوں برس بیت چکے ہیں اور یہ واقعہ ایک چھوٹے سے قصبہ میں ایک گمنام شخصیت کے ساتھ پیش آیا مگر اس کا تذکرہ آج تک زندہ ہے اور قیامت تک رہے گا بظاہر معمولی سا یہ واقعہ ہمیشہ مسلمانوں کیلئے نشان راہ کا کام دے گا، آج ہم میں کتنے لوگ اپنی محبت اطاعت تقویٰ اور پاکبازی کا اظہار کرتے ہیں یا نظر آتے ہیں مگر دل میں نہ خوف الٰہی نہ کسی امانت کا صحیح شعور نہ کسی خطاء پر ندامت نہ کسی کی ملکیت کا احساس۔

ملاحظہ فرمایئے کہ وہاں ایک سیب کھالینے کی خطاء میں بخشوانے کے لئے پریشان ہیں اور ہم زندگی بھر دوسروں کے مال اور عزت پر ڈاکہ ڈالنے سے نہیں شرماتے۔ بہرحال مواخذہ آخرت سے بچنے کے لئے آپ اس کی بڑی سے بڑی قیمت دینے کو تیار تھے۔

چنانچہ باغ کے مالک عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا! تم میری بیٹی ام الخیر فاطمہ سے نکاح کرلو اس کے بعد ہی میں تم کو معاف کروں گا ہاں یہ بھی سن لو وہ لڑکی گونگی، بہری، لولی، لنگڑی اور اندھی ہے۔ حضرت ابو صالحؒ نے ان تمام نقائص کے باوجود اللہ کی رضاء کے لئے اس شرط کو منظور کرلیا۔ اسطرح شیخ عبداللہ صومعیؒ نے اپنی صاحبزادی کا عقد اس نوجوان سے کردیا، جب حضرت ابو صالحؒ دولھن کے کمرے میں پہنچے، یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں معذور لڑکی کے بجائے وہ ایک پیکر حسن و جمال جلوہ افروز ہے۔ انھوں نے سمجھا کہ یہ کوئی نامحرم ہے اور استغفار پڑھتے ہوئے واپس ہوئے اور اپنے خسر کی خدمت میں پہونچ کر عرض کیا کہ حضرت! آپ نے میرا نکاح اپاہج لڑکی سے کیا تھا مگر میں نے محسوس کیا کہ وہاں اس لڑکی میں کوئی عیب نہیں اس پر لڑکی کے والد صومعیؒ نے فرمایا وہی لڑکی تمہاری

بیوی ہے ام الخیر فاطمہ ہے میں نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ خلاف حقیقت نہیں، میں نے اسے نابینا اس لئے کہا کہ اس نے آج تک کسی نامحرم کو نہیں دیکھا، بہری اس اعتبار سے کہا کہ اس نے آج تک کوئی بری بات نہیں سنی، گونگی اس لحاظ سے کہا کہ اس نے آج تک جھوٹ نہیں کہا نہ کسی کی غیبت کی، لولی اس واسطے کہا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کوئی خلاف شرع کام نہیں کیا اور لنگڑی اس لئے کہا کہ اس کے قدم آج تک اللہ کی راہ کے سواء کسی اور راہ پر نہیں اٹھے اللہ اللہ! حضرت ابو صالحؒ کی خوش نصیبی کے کیا کہنے کہ انھیں اس قدر پاکیزہ صفات عورت ملی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو عشق الٰہی کو دنیا کی ہر چیز پر فوقیت دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نہ صرف اسے محبوب بنالیتا ہے بلکہ پردۂ غیب سے ایسا انعام ہوتا ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بعض حضرات نے اس واقعہ کو حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے منسوب کیا ہے۔

دیکھئے یہی اللہ کا بندہ حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانیؒ کے ابّا جان تھے اور وہی پاکیزہ صفت ابو صالح کی بیوی اُم الخیر فاطمہ حضرت محبوب سبحانیؒ کی امّی جان تھیں، پھر اللہ نے دونوں طرف ظاہری دولت بھی عطاء فرمائی اور روحانیت کے میدان میں بھی خوب مالا مال ہوئے۔ (حیات غوث الاعظمؒ)

صبر آزما مرحلہ: سلف صالحین اور اولیاء اللہ نے اپنے روحانی ترقیات اور تزکیۂ نفس کے لئے جو مشقتیں جھیلیں، تصفیہ قلب اور تخلیہ سر کے لئے جو مصائب برداشت کئے نیز حصول علم اور یافت علیم کے لئے جو کچھ برداشت کرنا پڑا اُن میں حضرت محبوب سبحانیؒ کو بہت کچھ امتیاز حاصل ہے۔

جب آپ کا سفر شروع ہوا تھا اس وقت آپ کے پاس کل ۴۰ دینار تھے۔ ظاہر ہے وہ لمبے عرصہ کے لئے کافی نہ تھے، اور وہاں بغداد میں نہ آپ کا کوئی

رشتہ دار، نہ کوئی معاون و مددگار تھا، کئی کئی روز بغیر کھائے گذر جاتے، درختوں کے نئے نئے پتے اور کونپل پر گزارا کر لیتے، والدہ نے مزید آپ کے پاس کچھ پیسے بھیجے تھے لیکن مزاج میں دوسروں کی خیر خواہی سخاوت ضرورت مندوں کی تکمیل، محتاجوں کی دستگیری آپ کا مزاج بن گئی تھی اس لئے وہ بھی سرمایہ ختم ہو چکا تھا۔

طبقات حنابلہ میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ نے سابقہ حالات سناتے ہوئے کہا کہ ایک دن میرے نفس نے بھوک کی شدت میں تقاضا کیا کہ بازار سے کچھ کھانے کے لئے لاؤں میں اس کو ٹالتا رہا، اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہا تھا اچانک چلتے ہوئے ایک کاغذ پر نظر پڑی جس پر لکھا تھا قوی ایمان والوں کے لئے خواہشات نہیں ہیں وہ تو ضعیف ایمان والوں کے لئے ہیں تاکہ وہ ان کی مدد سے طاعت پر قوت حاصل کریں۔ میں نے وہ خواہش نکال دینے کی کوشش کی، اور فرمایا ایک مرتبہ بہت ہی تنگی پیش آئی، ضعف و نقاہت حد سے بڑھ گئی میں نے پھول والے بازار سے ایک چیز اٹھائی مسجد کے ایک گوشہ میں کھانے کے لئے بیٹھ گیا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بھنا ہوا گوشت اور روٹی کھا رہا ہے، آپ فرماتے ہیں اس بھوک کی انتہائی شدت میں کہ میری خواہش یہ تھی کہ کسی طرح یہ گوشت اور روٹی کھالوں، یہاں تک کہ وہ شخص لقمہ اٹھاتا تو میرا منہ کھل جاتا، اس شخص نے مجھے کھانے پر بلایا میں اپنے نفس پر قابو پاتا رہا مگر وہ شخص بہ اصرار بلاتا رہا یہاں تک کہ قسم دے کہ بلایا تو میں نے اس کھانے میں سے تھوڑا سا کھالیا، بات چیت کے دوران اس نے میرے وطن اور والد ماجد کے حوالے سے میرا پتہ پوچھا، یہ جان کر بہت حیرت و مسرت ہوئی وہ جس کی تلاش میں ہے وہ میں ہوں۔ اس پر رقت طاری ہوگئی اور اس نے

ندامت کے ساتھ مجھے بتایا امّی جان نے ان کے لئے آٹھ دینار بھیجے ہیں مگر تلاش کررہاہوں پتہ نہ چل سکا اس کا خرچ ختم ہوگیا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مجبور ہوکر اس نے ان ۸ دینار میں سے ایک دینار لے کر خرچ کرلیا جس کو لے کر یہ لوگ کھارہے تھے۔ یہ سن کر آپ اپنی مصیبت بھول گئے اس کو تسلّی دی، مزید اس میں سے کچھ اور دینار حوالے کئے۔

ایثار وقربانی، صبر، استقلال، حصول علم کے لئے مشقت جھیلنے میں اور دوسروں کے ساتھ خیرخواہی میں اپنی مثال آپ تھے اور یہ بھی اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ حصول علم، وصول حق کے لئے کیا کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

چونکہ آپ عجمی تھے اس واسطے فارسی میں بھی کلام فرماتے تھے اگرچہ مجالس وعظ میں اکثر عربی زبان بولتے تھے، آپ نے ملکی سیاسی سماجی اعتقادی و عملی کمزوریوں میں جس ڈھنگ سے اصلاح اُمّت کا کام فرمایا اس اُمّت کے گویا تن مردہ میں جان ڈال دی اور اسی بناء آپ کو بجا طور پر محی الدین کے لقب سے یاد کیا گیا۔ جو بصورت تقریر تحریر، آج جو مندرجات کتب ہیں، آپ کے کلام میں اسی بلا کی اثر آفرینی اور بلند آہنگی کلام ذی شان جس کے سامنے بڑے بڑے لرزاں ترساں معلوم ہوتے ہیں آج بھی باقی ہے، وہ فارسی اور عربی کے ملے جلے خطبات دیتے تھے فارسی اور عربی دونوں زبانوں کا امتزاج تھا۔ حضرت کے ملفوظات پر نظر پڑتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ توحید، تفویض، توکل، ایمان اور کمالات ایمان اور عشق الٰہی کی بات سے لبریز کلام فرمارہے ہیں۔

خرق عادات وکرامات بہت زیادہ ہیں: آپ کے کرامات وخرق عادات کا ایک لمبا چوڑا اسلسلہ ہے جو متفرق طور پر مختلف اہل قلم کی کتابوں میں ملتا ہے۔ غیر محتاط واعظین اور غیر محتاط اہل قلم نے اپنی قلمی جولانیاں دکھائی ہیں۔

مجموعی طور پر ایسا لگتا ہے کہ جس طرح بہت سے اُمور میں افراط وتفریط نے اپنی جگہ بنالی ہے اسی طرح حضرت کی زندگی سے متعلق بہت سی نامناسب اور غیرموزوں باتیں منسوب کردی گئی ہیں۔

چند ضروری اور اہم کرامات کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا:

(۱) آپ کی والدہ کی عمر ساٹھ (۶۰) سال تھی، عام طور پر اس عمر میں، اور اولاد کے بارے میں مایوسی آجاتی ہے لیکن ایسے وقت جبکہ والدہ کی عمر ساٹھ سال کی ہو تب عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت یہ بھی بجائے خود کرامت ہے۔

(۲) تعلیم کے لئے سفر بغداد کے دوران سفر اور ڈاکوؤں کا آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلینا یہ بھی بجائے خود آپ کی صداقت وکرامت کا کرشمہ تھا۔

(۳) ایک شخص آپ کے گھر چوری کے لئے داخل ہوا مگر اندھا ہو گیا چوری کی مجھے سزا تو مل گئی لیکن چوری میرا پیشہ نہیں، غریبی سے تنگ آکر اقدام کیا تھا۔ مجبور تھا اور نادم بھی ہوں حضرت نے اس کے حق میں دعا فرمائی آپ نے دعا کی اس کا نورِ نظر لوٹ آیا حلقہ میں داخل ہوا اور باکمال ہوا۔

ایک کشف اور خیانت پر تنبیہ (۴) آپ کے زمانے میں ایک شتربان ابوبکر تمیمی نام کے ایک مرتبہ حج کو جارہے تھے، راستہ میں جیلان کا ایک آدمی ساتھ ہوا، ایک مقام پر ساتھ ہونے والے شخص کا انتقال ہوگیا۔ اس نے تمیمی کو دس اشرفیاں اور کچھ کپڑے اور چادر حوالے کرکے تمام چیزوں کو حضرت محبوب سبحانیؒ تک پہنچانے کی وصیت کی۔ تمیمی کہتے ہیں بغداد پہنچنے کے بعد میری نیت بدل گئی اور سارا مال چھپائے رکھا، کچھ عرصہ بعد ایک راستہ میں محبوب سبحانیؒ کی ان سے ملاقات ہوگئی سلام اور مصافحہ کے بعد ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا دس دینار کے

لئے خدا کو فراموش کردیا اس عجمی کے مال میں خیانت کردی، اتنا سنتے ہی تمیمی بیہوش ہوگئے، جب ہوش آیا سارا سامان لاکر پیش کردیا انھوں نے توبہ کی اور بڑے مرتبہ پر پہنچے۔

اولیاء اللہ کے احوال میں اس طرح کے بیشتر حالات ملتے ہیں کشف بھی ہوتا ہے کرامتیں بھی صادر ہوتی ہیں اہل سنت والجماعت کے پاس یہ چیزیں حق ہیں جس طرح انبیاء کے معجزات حق ہیں اسی طرح اولیاء کے کرامات بھی حق ہیں مگر احوال جو ہوتے ہیں وہ محمود تو ہوتے ہیں مگر لازمی اور مقصود نہیں ہوتے مقصود اللہ کی ذات ہوتی ہے وہ جب چاہے اپنے حکم سے کسی نبی سے معجزہ یا ولی سے کشف کرامت ظاہر فرمادے، مگر

کشف وکرامت غیر ہیں حاصل نہ ہوں تو غم نہ کر
دل عشق سے آباد رکھ اللہ بس باقی ہوس

حضرت شیخ کی کرامات غیر معمولی بھی ہیں اور بہت زیادہ بھی۔

عیسائیوں کے اسلام میں داخلہ کے واقعات بھی بصورت کرامات مندرج ہیں۔ غلہ میں برکات کے واقعات بھی ملتے ہیں، مظلوم انسانوں کی مدد کرنے کے واقعات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ سے بدگمانی کرنے کا جو خراب نتیجہ ہوتا ہے اس کا بھی تذکرہ علامہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اخبار الاخیار میں نقل فرمایا ہے۔

(۸) **بارش کا آنا اور رُکنا:** ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید حضرت عبید بن عاصمؒ فرماتے ہیں کہ مقام حدیقہ۔ الرضوان میں ایک بار حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانیؒ وعظ فرمارہے تھے اسی دان بادل گھر کر آئے اور دھواں دھار بارش ہونے لگی۔ حاضرین پریشان ہوگئے اور منتشر ہونے لگے، حضرت محبوب سبحانیؒ نے یہ دیکھ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور بادل سے کہا اے ابر میں تو اللہ کے گمراہ بندوں کو اس کی راہ پر لانا چاہتا ہوں اور تو انھیں منتشر کرنا چاہتا ہے اتنا کہنا تھا کہ بادل چھٹ گئے اور فوراً بارش رُک گئی۔

(۹) جن بھاگ گیا: ایک مرتبہ اصفہان کی ایک عورت کو نا معلوم مرض لاحق ہوا، بہت سے علاج ہوئے، دوائیں ہوئیں، دعا تعویذ وغیرہ کا سہارا لیا، مگر مرض ختم نہ ہوا، ایک عرصہ گذر گیا اور مرض کی وجہ عورت کی زندگی اجیرن ہوگئی۔ بہت دنوں بعد شوہر کے دل میں حضرت سے دعا کرانے کا خیال آیا، سفر کر کے دور دراز کا فاصلہ طے کر کے بغداد پہنچا۔ حالات اور تفصیلات بیان کیں۔ آپ نے فرمایا یہ مرض نہیں بلکہ آسیب ہے اس کا نام جانس ہے یہ سراندیپ میں رہتا ہے تم جاؤ اور جب مرض کا دورہ ہو تو اپنی بیوی کے کام میں کہدو کہ اب تک تو نے بہت تنگ کیا، اگر اب مزید تنگ کیا تو ہلاک کر دیا جائے گا، یہ شخص تمام تفصیلات سن کر خوش خوش گھر لوٹا حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کیا، اس عورت کا مرض دور ہو گیا اور اللہ نے شفاء عطاء فرمائی۔

(۱۰) خلیفہ بیہوش: ایک بار خلیفہ مستنجد باللہ حضرت کے دربار میں حاضر تھا نصیحت کی درخواست کے ساتھ ساتھ عقیدت واحترام کے ساتھ آپ کی خدمت میں اشرفیوں کی تھیلیاں پیش کیں، آپ نے اس کی نذر قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس نے بہت اصرار کیا تو چند اشرفیاں اٹھائیں اور انھیں دونوں ہاتھوں میں لے کر دبایا جن سے تازہ تازہ لہو ٹپکنے لگا خلیفہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ آپ نے اسے ڈانٹا، رعایا کا خون چوسنے تجھے شرم نہیں آتی اور پھر وہ ازراہ حرام

ازراہ ظلم لیا ہوا مال مجھے لینے پر مجبور کررہا ہے، یہ کرامت مشاہدے میں آتے ہی بادشاہ بیہوش ہو گیا۔ ہوش ٹھکانے لگے تو بصد ندامت رخصت ہو گیا۔

(۱۲) درخت ہرے بھرے: حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ کو آپ سے خاص عقیدت تھی جب ان کی طبیعت ناز ساز ہوتی وہ ابوالمظفر اسمٰعیل کے گھر جاتے ان کے گھر میں ایک باغ تھا ایک بار علی بن ابی نصرؒ بیمار پڑے تو وہاں پیران پیرؒ نے ان کی عیادت کی۔ اس باغ میں کھجور کے درخت ایسے تھے جو بالکل سوکھ گئے تھے اور ان میں پھل آنے کی توقع نہ تھی۔ حضرت محبوب سبحانیؒ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضوء کیا اور دوسرے درخت کے نیچے نماز پڑھی، خدا کی قدرت سے وہ دونوں درخت ہرے بھرے ہو گئے۔

آپ نے رازِ فقیری پالیا تھا!! اس راہ میں آپ نے کس قدر مشقت اٹھائی حسب ذیل عبارت سے اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا نفس اور علائق دنیوی سے اپنے کو دور رکھا پھر میرا نفس مجھ پر ظاہر ہوا اور میں نے اسے خواہشات دنیاوی سے آلودہ دیکھا میں نے اس مقام پر نفس کا زور توڑ دیا اور میرا نفس خدا کا فرمانبردار بن گیا۔ اس وقت میں اپنی ہستی سے جدا تھا اور میری ہستی مجھ سے جدا تھی اس کے بعد مجھے طمانیت قلبی کا مرتبہ حاصل ہوا اس کے بعد باب توکل پر پہنچی تو دیکھا اس دروازے پر بڑا ہجوم ہے آگے چلا پھر غنا کا دروازہ آیا یہاں بھی بھیڑ بھاڑ دیکھی اب مشاہدہ کے در تک پہنچا تو وہاں بھی وہی حال دیکھا وہاں سے گذر کر باب الفقر پر پہنچا تو اس کو خالی پایا چنانچہ میں اس کے اندر داخل ہو گیا دیکھئے حضرتؒ نے بہترین تمثیلی انداز میں مدارج کی تصویر کھینچتے ہوئے خاص بات فرمائی یقیناً وہ ایک زندہ دل چشم بینا کی نظر اور اس کی پہنچ کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے فقر کو پسند فرمایا۔

اپنے حضرت شیخ شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ نے بیان فرمایا کہ فقیر میں ۴ حروف ہیں: ف سے مراد فاقہ، ق سے مراد قناعت، ی سے مراد یاد الٰہی، ر سے مراد ریاضت۔ کاش کے ہم اس حقیقت کو سمجھیں اور راز فقیری کو پالیں تاکہ برد قلبی نصیب ہو۔

قال اور حال: اہل بیت سادات حسنیہ کے اس فرد فرید نے پہلے پہل قرآن مجید حفظ کیا۔ تجوید و قرأت کے علم و فن سے واقفیت حاصل کی اور پھر علوم شرعیہ میں درجہ کمال حاصل فرمایا پھر بغداد کا سفر فرما کر بہت سے علوم حاصل کیئے۔ تمام علماء وصوفیاء میں فوقیت لے گئے۔

☆ فرماتے اب ہم قال سے حال کی طرف آتے ہیں اس کے بعد جب لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے ہی شورش و اضطراب پیدا ہو جاتا کہ کوئی بیہوش ہو جاتا، کوئی مر جاتا، کوئی تائب ہوتا، کوئی جنگل کی طرف چلا جاتا، کوئی اسلام قبول کرتا غرض ماحول متلاطم ہو جاتا۔

☆ ایک مرتبہ آپ نے کیفیت حال میں فرمایا میں ہوں محفوظ اور میں ہوں ملحوظ! اے روزہ دارو! اب شب بیدارو! اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اے خانقاہ نشینو! خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں، حکم خدا کے سامنے آؤ میرا حکم خدا کی طرف سے ہے اے رہروان منزل! اے ابدال! اے اقطاب! اے نوجوانو آؤ اور دریائے بیکراں سے فیض حاصل کرو۔

☆ جب حضرتؒ منبر پر تشریف لاتے تو فرماتے اے صاحبزادے ہمارے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد حاضری میں دیر نہ کر ولایت یہاں حاصل ہوتی

ہے۔اے طلبگارِ توبہ بسم اللہ ہمارے پاس آ! اے طالب عفو بسم اللہ تو بھی آ! اے اخلاص کے چاہنے والے بسم اللہ ہفتہ میں ایک بار آ! اگر ممکن نہ ہو تو مہینہ میں ایک مرتبہ اور یہ بھی مشکل ہو تو سال میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ آ اور ہزار ہا نعمتیں لے جا، اے عالم! ہزار مہینے کی مسافت طے کر کے میرے پاس آ اور میری ایک بات سن جا اور جب تو یہاں آئے تو اپنے عمل، زہد، تقویٰ اور ورع کو نظر انداز کرتا کہ تو اپنے نصیب کے مطابق مجھ سے اپنا حصہ حاصل کر سکے۔ آپ پر وجد و حال طاری رہتا اور مجھ پر کلام کرنے کا غلبہ اتنی شدت سے ہوتا کہ میں بے اختیار ہو جاتا اور خاموشی کا یارا باقی نہ رہتا پہلے صرف ۲۔ ۳ آدمی حاضر ہو کر میری بات سنتے، اس کے بعد لوگوں کا اتنا ہجوم ہو جاتا کہ مجلس میں جگہ باقی نہ رہتی۔ چنانچہ میں شہر کی عیدگاہ میں چلا گیا اور وعظ کہنے لگا وہاں بھی جگہ تنگ ہو گئی تو منبر شہر سے باہر لے گئے اور بے شمار مخلوق سوار و پیادہ آتی اور مجلس کے باہر ارد گرد کھڑے رہ کر وعظ سنتی حتی کہ سننے والوں کی تعداد ستر ہزار کے قریب پہونچ گئی۔ مجلس میں ۴۰۰ اشخاص قلم و دوات لے کر بیٹھ جاتے اور جو کچھ سنتے اس کو لکھتے رہتے۔

فرماتے ہیں کہ شروع میں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وعظ کہنے کا حکم فرما رہے ہیں اور میرے منہ میں انھوں نے اپنا لعاب دہن ڈالا بس میرے لئے ابواب سخن کھل گئے۔

تعلیمات حضرت محبوب سبحانی رح

سیدالاولیاء حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

☆ اہل اللہ انبیاء کے قائم مقام ہیں پس جس بات کا بھی وہ تم کو حکم کریں اس کو قبول کرو کیونکہ وہ تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حکم سے حکم کرتے ہیں اور انھیں کے منع سے منع فرماتے ہیں ان کو بلایا جاتا ہے تب وہ بولتے ہیں۔ نہ اپنی طبعیت اور نفس کی خاطر کوئی حرکت کرتے ہیں۔ انھوں نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا کہ جو کچھ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔

☆ حضرت پیرانِ پیرؒ فرماتے ہیں کہ: کیا تو نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ کہ اے داؤد ہم نے تم کو خلیفہ بنایا زمین میں، ذرا ارشاد کو غور کی نگاہ سے دیکھ! یوں نہیں فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو خلیفہ بنالیا۔ پس اللہ والوں کا نہ کوئی ذاتی ارادہ ہوتا ہے نہ اختیار بلکہ وہ محض حق تعالیٰ کے حکم اور فعل اور تدبیر و ارادے کے تحت ہوتے ہیں، اے سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے شخص تو حجت مت کر کہ تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔ (فیوض یزدانی مجلس ۵۲)

☆ احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا کرتے ہوئے توحید سے سرشار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب فیوض یزدانی کی بیسویں مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں بچہ تھا تو اس وقت تجھ کو کھانا کس نے دیا تھا؟ آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید وفروخت پر، اپنے شہر کے حاکم پر۔

ہر چیز کہ جس پر تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس پر نفع اور نقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں نہ سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اس کے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے تو وہ تیرا معبود ہے۔ عنقریب تیرا انجام سامنے نظر آئے گا کہ حق تعالیٰ تیری سماعت، تیری بصارت اور تیری قوت گرفت، تیرا مال اور ہر وہ چیز جس پر تو نے اس کو چھوڑ کر اعتماد کیا تھا لے لیگا اور تیرے اور مخلوق کے درمیان قطع تعلق کر دے گا، ایک اور موقع پر حضرت پیر پیراں، شاہ مرداں، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

☆ غیر اللہ سے کسی چیز کے مانگنے والے! تو بیوقوف ہے کیا کوئی ایسی بھی چیز ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہ ہو؟ (فیوض ص ۲۵)

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے چند ملفوظات ومکتوبات

(۱) اے ریا کے بُت کی پرستش کرنے والے! تو حق تعالیٰ کے قرب کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں، اے مخلوق کو شریک خدا سمجھنے والے! اور دل سے ان پر متوجہ ہونے والے! مخلوق سے اعراض کر نہ ان کی طرف سے نقصان نہ فائدہ۔

(۲) ہر وہ شخص جو نفع اور نقصان کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھے وہ اللہ کا بندہ نہیں وہ اسی کا بندہ ہے جس کی طرف سے نفع نقصان کو سمجھا۔

(۳) کیا تجھے معلوم نہیں کہ کوئی نہیں عطاء کرنے والا اور نہ منع کرنے والا

اور نہ نقصان پہنچانے والا اور نہ نفع دینے والا اور نہ آگے بڑھانے والا، نہ پیچھے ہٹانے والا مگر اللہ عزوجل پس اگر تو کہے کہ یہ تو مجھے معلوم ہے تو میں کہوں گا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ تجھ کو معلوم ہو اور پھر غیر کو اس پر مقدم رکھے تجھ پر افسوس ہے تو اپنی دنیا کے سبب آخرت کو بگاڑ رہا ہے۔

(۱) مکتوب (معارف قرآنی اور اسرارِ روحانی)

عزیزمن ! وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِهِ (یعنی خواہشات نفسانی کے پیچھے نہ پڑو کہ راہِ حق سے بھٹک جاؤ گے) جیسی خواہشات سے اعراض کر، اور وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (یعنی ان کی اطاعت نہ کیجئے جن کے دل ہمارے ذکر سے غافل ہیں) کے مطابق مواقع غفلت سے باز آ! فاسق وفاجر کی صحبت اختیار نہ کر فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (یعنی جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں) ان کے لئے ہلاکت ہے اور اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ (یعنی اپنے پروردگار کی بات مانو اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جو ٹل نہیں سکتا) کے منادی اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (یعنی کیا ابھی ایمان والوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر اللہ کے لئے جھک جائیں) کی ندا گوش ہوش سے سنیں اور اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى (یعنی کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کو بیکار چھوڑ دیا جائے گا) کی تنبیہ کی وجہ سے تمام رات خواب غرور سے بیدار رہ کر فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور اہل حضور کے مراتب رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (یعنی ایسے لوگ ہیں جنھیں اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت) معلوم کرتا رہ اور مقصود حاصل کرنے کے لئے سر کے پاؤں بنا کر

دشت سر میں یکسو ہو جا۔ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا (یعنی اس کی طرف یکسو ہو جا) اس کے بعد قُلِ اللّٰـهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (آپ کہئے اللہ پھر باقی کو چھوڑ دیجئے) کی تجرید کر کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ (میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں) کی سواری پر سوار ہو کر اہل صدق (کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی سچوں کے ساتھ) کے قافلہ کے ساتھ مسافر ہو جا۔ اور آرائش کے مساکن کو اِنَّا جَعَلْنَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا (جو کچھ زمین پر ہے اسے ہم نے زمین کی زینت بنایا) عبور کرتے ہوئے مھالک فتنہ کے کہ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ (تمہارے مال اولاد فتنہ ہیں) راستوں میں سلامتی کے ساتھ ہدایت کی شاہراہوں اِنَّ هٰذِهٖ تَذْکِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا (یہ نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے) کو سامنے رکھ اور زبان اضطرار سے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (یعنی کیا کوئی جو مضطر مجبور کی دعا کو قبول کرے) تضرع وزاری کے ساتھ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما) کے دستر خوان پر اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوگا نہ غمگین ہوں گے) کے مبشر کے ہمراہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (سلام ہو یہ بات پروردگار رحیم کی جانب سے ہے) کی بشارت کے ساتھ آگے بڑھتا رہ۔ اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ یعنی (اللہ کی مدد اور قریبی فتح حاصل ہوگی) کی سواری پر سوار ہو کر فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ (یعنی وہ اللہ کے فضل و کرم کو لے کر واپس ہوئے) کی بارگاہ کا داعی ہو۔ ہر طرف سے عزت و وصال کی ہوائیں چلنے اور ساقیان غیب کے ہاتھوں سے شراب محبت کے جام چلنے کا مشاہدہ ہو۔ اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا (یعنی یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری کوشش بار آور ہوئی) کی

صدائیں بلند ہوں اور اس مقام انس میں وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۔ اور فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ (جب اللہ نے پہاڑ پر تجلی کی) کا دیباچہ طولانی ہو اور چشم بصیرت کا نور وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے ، سکرات حالات کی خبر دے اور وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (بہت سے چہرے اس روز تر و تازہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے) مشاہدہ کرے، اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے زبان حال سے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اور هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارُ یعنی نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ کہہ کر بینا ہو جائے۔

(۲) مکتوب (مجاہدات، طاعات، نتائج)

اے عزیز! جب اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (یعنی اللہ جسے چاہتا ہے اپنا منتخب بنالیتا ہے) کے جذبات کی فوجیں ولایت دل پر حملہ کرتی ہیں، اور نفس امارہ کی خواہشات کو وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (یعنی اس کی راہ میں مکمل جہاد کرو) کی ریاضت کی لگام سے مطیع و مسخر بنادے۔ اور فرعونوں اور جابروں کو مجلس تقویٰ میں مجاہدے کی زنجیروں میں کشاں کشاں لے آئے تو آرزوں کی وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو) کے طوق میں جکڑ کر باہر کردے۔ اور وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (یعنی جو ذرہ برابر نیکی کرے گا تو اسے دیکھے گا) کے تازیانے سے افعال ارادی و اختیاری کو سزا دے اور جب صفات دل کی پسندیدہ زمین شہوات کی کدورتوں سے گذر جائے اور مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (یعنی جو اسلام کے علاوہ دین چاہے اس سے قبول نہ کیا جائے گا) سے صاف شفاف ہو جائے اور گلستان روح مَنْ هَدَى اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (یعنی

جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے کی نسیم الطاف سے سراسر معطر ہو جائے اور اوراق سرائر پر اُولٰٓئِکَ کِتٰبٌ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانُ (یعنی اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش فرمادیا) کے نقوش لطائف تحریر ہوں تو شہود یوم تَبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ (یعنی جس روز یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی) صفت حال ہو جائے اور شوق کے پہاڑ ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا کی طرح ہوا میں اڑ جائیں اور بزبان حال کہے تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَاب (یعنی تم پہاڑوں کو جامد سمجھ رہے ہو حالانکہ وہ تو بادلوں کی طرح اڑ رہے ہیں)۔

عشق کا اسرافیل صور پھونک رہا ہے اور فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ (یعنی تمام زمین وآسمان والے مدہوش ہو جائیں گے) (کی بجلی کی تاثیر ظاہر ہو رہی ہے اور اقبال لَایَحْزَنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ (یعنی انھیں عظیم گھبراہٹ کا کوئی غم نہیں ہوگا) کا نقیب آ کر ان کو قرار ورسوخ لے رہا ہے، اور فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٌ (یعنی قدرت والے بادشاہ کے پاس اچھے ٹھکانے ہیں) کی علّیّین کی طرف بلا رہا ہے اور رِضْوَان جَنّٰت بَشّٰرتُکُم الْیَوْمَ (یعنی آج تمہارے لئے بشارت ہے) صدا لگا کر جنت نعیم کے دروازے کھول کر کہتا ہے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خَالِدِیْن (یعنی تم پر سلام تم مبارک ہو سو جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ) اور وہ لوگ کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ (یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور ہمیں جنت عطا فرمائی کہ اسمیں جہاں چاہیں رہیں سو عمل کرنے والوں کا یہ اچھا بدلہ ہے)۔

(۳۰) مکتوب (رموز صدیقین)

برادر عزیز! جب آسمان شہود پر ابر فیض کے پھٹ جانے سے یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے) چمکنے لگے اور عنایت یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص فرما لیا ہے) کے رخ سے وصول کی ہوائیں چلنے لگیں اور گلشن قلب میں انس کے پھول کھلنے لگیں اور گلستان روح میں ذوق وشوق کی بلبلیں یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ (ہائے یوسف) کے نغمات کی طرح ترنم ریز ہوں اور اشتیاق کی آگ عالم سرائر میں مشتعل ہو اور طیور فکر فضائے عظمت میں پرواز کے باعث بے بال وپر ہو جائیں اور بڑے بڑے اہل عقل وادئی معرفت میں پیہم گم ہوتے رہیں اور عقل وخرد کے ستون ہیبت وجلال کے صدمہ سے لرز جائیں اور عزائم کی کشتیاں مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (انھوں نے اللہ کی وہ قدر نہ کی جو اس کا حق ہے) کے سمندروں میں وَھِیَ تَجْرِیْ بِھِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ (اور وہ کشتی موجوں میں انھیں پہاڑ کی طرح تیر رہی تھی) کی ہواؤں کے ساتھ حیرت کی موجوں میں چلنے لگیں تو یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کے دریائے عشق کی موجیں متلاطم ہوتی ہیں۔

ہر ایک بزبان حال یہ پکارنے لگتا ہے رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (اے پروردگار اتار مبارک اتارنا اور تو بہترین اتارنے والا ہے) اور اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی (جس کے لئے ہماری جانب سے اچھائی مقدر ہو گئی) عنایت حاصل ہوتی ہے اور انھیں فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ (اچھے سچے ٹھکانے ہیں) کے ساحل جودی پر اتارتا اور مستانِ بادہ الست کی مجلس میں پہنچاتا ہے اور لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ (نیکو کاروں کے لئے اچھا بدلہ ہے اور زیادہ ہے کہ خوان نعمت کو سامنے بچھاتا ہے

اور خمخانہ قرب بِـاَيْـدِیْ سَفَرَةٍ (پاکیزہ فرشتوں کے ہاتھوں سے) وَسَقَاهُمْ رَبُّهُـمْ شَـرَابًـا طَهُـوْرًا (ان کا پروردگار انھیں شراب طہور پلائے گا) کے جام وصول کا دور چلاتا ہے وہاں وَاِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (جب تم دیکھو گے تو دیکھو گے وہاں کی نعمتیں اور ملک عظیم) کی حکومت ابدی اور دولت دائمی کا مشاہدہ ہوگا۔

(۴) مکتوب (قرب حق، اوراعتصام باللہ)

عزیز من! قلب سلیم پیدا کرتا کہ فَاعْتَبِرُوْا يَاۤاُوْلِی الْاَبْصَارِ کے رموز معلوم ہوسکیں اور کامل آخرت کو حاصل کرتا کہ سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ (انھیں اپنی نشانیاں دنیا میں اور ان کے نفوس میں دکھائیں) کے دقائق کا ادراک کر سکے اور یقین صادق پیدا کرتا کہ وَاِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّاتَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (ہر چیز اللہ کی حمد وتسبیح کرتی ہے لیکن تم اس کو نہیں سمجھتے) کے شواہد معرفت کو دل کی آنکھوں سے دیکھے اور اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں قریب ہوں جب پکارنے کے اسباب وصول سامنے آئیں اور اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَاتُرْجَعُوْنَ یعنی کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بے مقصد پیدا کر دیا ہے کہ تازیانہ کے باعث وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (یعنی انھیں غافل کر دیا آرزوؤں نے) کے خواب غفلت سے بیدار ہو اور وَمَالَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست نہ مددگار) کے مضبوط حلقہ کو ہاتھ سے پکڑ، اور فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ یعنی اللہ

کی طرف دوڑو کی کشتی میں سوار ہو اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ میں نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے) کے دریائے معرفت میں مردانہ وار غوطہ زنی کرو پھر اگر گوہر مطلوب ہاتھ آ گیا۔ تر فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (زبردست کامیابی حاصل کی) اور اگر اسی طلب میں جان جاتی رہی فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی اس کا اجر اللہ کے یہاں واقع ہو گیا۔

آخری لمحات: خلیفہ مستنجد باللہ کا زمانہ جبکہ آپ اپنی عمر کے ۹۱ برس پورے فرما رہے ہیں وفات سے پہلے آپ نے نماز پڑھی اور خدمت میں حاضر گھر والوں سے کہا وہ ہٹ جائیں کیونکہ بظاہر میں تمہارے پاس ہوں میرا دل تم سے اجنبی ہے۔

آپ کے بیٹے عبدالجبارؒ نے پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی تکلیف اور درد ہے تو فرمایا میرے تمام اعضاء میں درد ہے لیکن میرا دل ٹھیک ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے ساتھ ہے۔ اس وقت آپ دنیا سے بے تعلقی کی بات فرماتے اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے توحید اور تفویض اور توکل علی اللہ کی برابر نصیحت کرتے رہے آخر میں ایک چیخ نکلی اور تین بار اللہ اللہ اللہ فرمایا اور جان جان آفریں کے سپرد فرما دی۔

سارے بغداد میں صف ماتم بچھ گئی دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی، سارا شہر اُمڈ پڑا جنھوں نے بھی خبر سنی دوڑ دوڑ کر آئے لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور محبوب مرشد پر غم کے آنسو بہاتے رہے، لاکھوں لوگوں کو تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی جہاں آپ کا مدرسہ تھا، خانقاہ تھی، مسجد تھی لنگر خانہ تھا۔

طلبہ کی اقامت گاہیں تھیں وہیں آپ کا وصال ہوا آپ کے بارے میں کہا گیا۔

ان ولـی اللہ سـلـطـان الـرجـال

جـاء فـی عشـق تـوفـی فـی کـمـال

یعنی آپ حالت عشق میں تشریف لائے اور عشق کے کمال کے مرتبہ پر پہنچ کر وفات پائے، عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں جو آپ کا سن ولادت ہے اور کمال کے عدد ۹۱ ہیں جو آپ کی عمر شریف ہے اور ۴۷۰ میں اگر ۹۱ ملا لیا جائے تو ۵۶۱ ہوتے ہیں اور یہی آپ کا سن وصال ہے اور ربیع الثانی ۵۶۱ھ دوشنبہ کی رات بعمر ۹۱ سال آپ کا وصال ہوا، حضرت وہیں آرام فرما ہیں اور مرجع خواص وعوام ہیں۔ اللہ رب العزت ہم کو آپ کے نقش قدم پر چلنے اور صحیح معنوں میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ بدعات سے بچائے اور تحصیل معرفت کا ذوق عطاء فرمائے۔ آمین

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

ملنے کا پتہ

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

Khateeb Masjid-e-Alamgeeri, ITI, Mallepally, Hyderabad.

H.No. 19-4-281/A/39/1, P.O. Falaknuma, Nawab Saab Kunta,
Near Shaheen Colony, Hyderabad-53, A.P. INDIA.

Phone: +91 040 24474680